طوفانِ نوح سے متعلق قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کی روایات: تجزیاتی مطالعہ

Noah's Deluge: An Analytical Study of Qura'nic and Old Testament Narrations

Prof.Dr.Muhammad Arshad
HOD,Islamic Studies,Govt.Post Graduate College,Mandi Bahauddin:dr.arshadnwl@gmail.com
Dr.Syeda Sadia
Assistant Professor of Islamic Studies,Govt.College Women University,Sialkot:syeda.sadia@gcwus.edu.pk

Abstract

This article is about the historical and analytical study of Toofan-e-Nooh (Disaster in Nooh era) which shows the physical and the metaphysical power of Allah Almighty. The source of this study is the Holy Quran and old testament, the divine books. Quran-e-Hakeem chooses important lessons instead of numerical figures and historical details. The comparative and analytical mathods is used in this article.The main objective of this article is to explain the characteristics of Quran-e-Hakeem in narrating the historical events. The boat case of Prophet Nooh (A.S) shows the truthfulness and a uniqueness of Holy Quran. Truthfulness of Holy Prophet Nooh is plainly coperently elaborated in the Quran while it has many contradictions in the old testament! The most important lesson mentioned in this regard is that the people who followed the Devine orders gained the respectable status in this world as well as in the life hereafter, where as the disobeying people were destroyed and were made an example for their ascendant's.

Keywords: Disaster, Means, Faith, deterrence, salvation, Relationship, Gratitude

اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لیے صحف وکتب سماویہ کو اپنے انبیاء پر بتقضائے حکمت نازل کیا اور ذریت آدمیت کے لئے ابدی سرچشمہ ہدایت قرآن حکیم کی صورت میں عطا فرمایا۔ یہ کتاب جہاں علوم معارف کے خزائن اور حکم وفیوض کے گوہر نایاب لئے ہوئے ابن آدم کو ابتدائے آفرینش سے لے کر مابعد الطبیعاتی امور سے آگاہی دیتی ہے وہیں انسان اس حیات طبعی کی نکتہ آفرینیوں اور مسائل کے حل بھی سمجھاتی ہے۔ یہ کتاب مبین ایک طرف انسان کے مستقبل کی پیش گوئی کرتی ہے تو دوسری جانب پچھلی قوموں کے احوال کا بیان بھی کرتی ہے۔ جو یقینا قرآن کے طالبعلم کے لئے نہ صرف تحقیق وتفتیش کے نئے میادین کھولتے ہیں بلکہ اس کے

لئے موعظ و تنبیہہ اور ترغیب و تحریص کا سامان بھی لئے ہوئے ہیں۔ قرآن حکیم نے اوامر و نواہی کے ساتھ ساتھ سابقہ اقوام کے قصص کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کو تذکیر بایام اللہ اور علم قصص بھی کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ [1] پس آپ فرمادیجئے وہ قصہ تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

قرآن کریم میں امم سابقہ میں سے کچھ اقوام و ملل کے احوال بہت تفصیل اور کچھ کے اختصار کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، اس ضمن میں انبیاءؑ سابقہ کی دعوت، دعوت کی قبولیت یا عدم قبولیت کے حوالے سے افراد معاشرہ کے رویے، قوموں کی ہٹ دھرمی، انعامات الہیہ اور عذابات و عقوبات کی ذکر کیا گیا ہے۔ ان قصص کو بیان کرنے کا مقصد عبرت دلانا ہے تا کہ ان کے غلط عقائد و اعمال سے اجتناب کیا جائے اور درست عقائد و اعمال کو اپنا کر اپنی آخرت کا سامان کیا جائے۔ اس بات کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے: فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۔ [2] اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ان قصص و حکایات کو بیان کرنے کا مقصد قصہ گوئی یا لوگوں کو اصل واقعہ سے آگاہ کرنا نہیں ہے بلکہ ان قصوں کے ذکر کا اصل مقصد تذکر ہے [3] مختصر یہ کہ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے کہ شرک اور نافرمانی کا کتنا دردناک انجام ہوتا ہے، اور ان باتوں پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اور انہیں اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور اطاعت گزار بندوں کی ہمیشہ نصرت و حمایت کرتا ہے۔

قرآن حکیم میں قصص کو بیان کرنے کے حوالے سے اس بنیادی اصول کو مد نظر رکھا جاتا ہے کہ قصص میں انہی امور کو بیان کیا جاتا ہے جن میں انسانوں کے لیے سبق اور عبرت کا حصول ہو۔ ان واقعات کے بیان میں اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے رسولوں کی عظمت اور کردار کی پاسداری ہوتی ہے۔ متقین و صالحین اور فرمانبرداروں کے لئے تسلی و تشفی کا سامان ہوتا ہے کہ دین کی راہ میں آنے ولے مصائب و مشکلات دراصل آزمائش ہیں اور جو اس وقت

---

[1]- الاعراف 176:7

Al-araf ,7 :176

[2]۔ الحشر، 2:59

Al-hashar,2 :9 2.

[3]۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، قدیمی کتب خانہ، کراچی: 33

Shah Wali-ullah, Al-foz-ul-kabir, Qadimi Kutb Khana, Karachi: 33

ثابت قدم رہا اس کے لئے اجر وانعام کی خوشخبری ہے لیکن دوسری جانب یہ ان افراد کے لئے جو نافرمانی اور معصیت کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں پیغام وعید ہے کہ اس ہٹ دھرمی اور سرکشی کے راستے کو ترک کر دیں اور رجوع کریں تاکہ انہیں سزا وعذاب سے نجات حاصل ہو سکے۔

قصص قرآنیہ کے حوالے سے جب تحریر کیا جاتا ہے تو عموماً ان واقعات کو جنہیں قرآن نے اجمالاً ذکر کیا ہوتا ہے اس کی جزوی تفصیلات کے جہاں احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا جاتا ہے وہیں اسرائیلیات یعنی سابقہ کتب سماویہ سے بھی اخذ واستنباط کی روایت موجود ہے۔ جس کے باعث بہت سے واقعات کی تفصیلات میں رطب ویابس کی آمیزش ہو جاتی ہے۔۔ ان کتب میں ان واقعات وقصص کے بیان میں تاریخی انداز اپنایا گیا ہے نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی عظمت کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ لہٰذا کلام کی تبدیلی وتحریف کے ساتھ یہ کتب ساقط الاعتبار ہیں، صرف وہی پہلو قابل اعتبار ہیں جن کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں مذکور سابقہ اقوام وملل کے قصص میں سے ایک اہم قصہ قوم نوح اور ان پر آنے والے عذاب یعنی طوفان کا ہے جو حضرت نوحؑ کی نسبت سے طوفان نوح کہلاتا ہے۔ اس مقالہ میں طوفان نوح[4] کو قرآن

---

[4]۔ طوفان نوح کا وقوع موجودہ عراق میں ہوا۔ مولانا عبدالحق حقانی اس حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔ "جودی پہاڑ جو کردستان کے پہاڑوں میں اور آرمینیا کے دکھن کی طرف ہے وہی پہاڑ ہے۔ اور اس وقت لوگ سمجھتے تھے کہ کشتی کے ٹکڑے چوٹی پر اب تک موجود ہیں" (عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، المکتبہ العزیزیہ، اردو بازار، لاہور۔ (251:4) ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔ "نوحؑ غالباً آرمینیا اور ایشیائے کوچک میں آباد تھے۔ چند سال ہوئے کہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف میں دبی ایک کشتی دکھائی دیتی تھی جس کو دور دراز کے سیاح اور خصوصاً اہل یورپ کا اس کشتی کی نسبت اکثر یہی گمان تھا کہ یہ نوح کی کشتی ہے۔"۔ (تفسیر حقانی، 129:4)

سید ابو الاعلیٰ مودودی اس حوالے سے رقمطراز ہیں: "قرآن کے اشارات اور بائبل کی تصریحات سے یہ بات متحقق ہو جاتی ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم اس سرزمین میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں۔ بائبل کے آثار قدیمہ میں جو قدیم کتبات ملے ہیں ان میں سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس میں تقریباً اسی قسم کا ایک قصہ مذکور ہے۔ جس کا ذکر قرآن اور توریت میں بیان ہوا ہے اور اس کی جائے وقوع موصل کے نواح میں بتائی جاتی ہے۔ پھر جو روایات کردستان اور آرمینیا میں قدیم ترین زمانے میں نسل در نسل چلی آرہی ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوحؑ کی کشتی اسی علاقہ میں کسی مقام پر ٹھہری تھی۔ موصل کے شمال میں جزیرہ ابن عمر کے آس پاس آرمینیا کی سرحد پر کوہ اراراط کے نواح میں نوحؑ کے مختلف آثار کی نشان دہی اب بھی کی جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن 1:2-40)

حکیم اور عہد نامہ قدیم کی روشنی میں ذکر کیا جائے گا تاکہ دونوں کتب سماویہ سے اخذ و استفادہ کرتے ہوئے میں اس واقعہ کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

یہ انسانی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے جس کا ذکر ہمیں کئی مذہبی روایات میں ملتا ہے۔ بائیبل میں اس واقعے کا تفصیلی بیان تاریخی ترتیب کے ساتھ آیا ہے جبکہ قرآن کریم میں اس واقعے سے متعلق تفصیلات تذکیری انداز میں جستہ جستہ بیان کی گئی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں الہامی ہونے کے لحاظ سے چونکہ ایک ہی روایت کی امین ہیں اور ان میں اکثر و بیش تر واقعات باہم موافق پائے جاتے ہیں، اس لیے ان میں یہ واقعہ بھی اپنی اصل کے لحاظ سے ایک سا آیا ہے۔ تاہم، کئی مقامات پر یہ اپنے بیان میں مختلف بھی ہو گیا ہے اور تورات کی نقل میں غلطی، اِلحاق اور تحریف جیسے امکانات کے ہوتے ہوئے ایسا ہو جانا ناممکن نہیں ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات کیا ہیں؟ ان سے تو ہم سب لوگ واقف ہیں اور انہیں یہاں بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں،[5] ذیل میں اس واقعہ کے اہم نکات کو دو بنیادی محاور میں زیر بحث لایا جائے گا۔

1۔ وہ امور جن میں قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم دونوں میں مطابقت اور اتفاق ہے۔

2۔ وہ امور جن میں قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں عدم مطابقت تضاد اور امتیاز موجود ہے اور جو صرف عہد نامہ قدیم میں مذکور ہیں یعنی تفردات عہد نامہ قدیم۔

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم میں مطابقت اور اتفاقی امور:

ذیل میں طوفان نوحؑ کے حوالے سے قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں اتفاقی امور کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

1۔ طوفان نوحؑ کا وقوع:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں طوفان نوح کے حوالے سے مابہ الاتفاق اور مابہ الامتیاز امور کے تذکرے سے یہ بات بداھۃً معلوم ہو گی کہ ان دونوں آسمانی اور الہامی کتب کے مطابق طوفان نوح کا واقعہ رونما ہوا ہے۔ اس بارے میں رائج یہی ہے کہ یہ پورے کرہ زمین پر نازل ہوا، اس نقطہ نظر کا سبب بائبل اور قرآن کریم دونوں میں لفظ "ارض" کا استعمال ہے، جس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ یہ پوری زمین پر یہ طوفان نوح کا وقوع ہوا جبکہ

---

[5]- رضوان اللہ، واقعہ نوح، المورد،
www.al-mawrid.org/index.php/articles_urdu/view/waqia-e-nooh, retrieved on : 10-04-2020

قرآن کریم میں یہ اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے کہ بعض اوقات اس سے مراد کوئی خاص خطہ ارضی ہوتا ہے، جیسا کہ فرعون کے بیان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ[6]. بے شک سرزمین مصر میں فرعون نے سرکشی اختیار کرلی تھی۔" اس آیت مبارکہ میں" الْأَرْضِ "کالفظ مصر کے ایک مخصوص علاقے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ فرعون کے زیر نگین صرف مصر کا علاقہ ہے نا کہ پورا کرہ ارضی، قرآن کریم کے اسی اسلوب کے تحت جب نوحؑ کے قصہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو جہاں لفظ "الْأَرْضِ "استعمال ہوا ہے اس سے مراد وہ مخصوص علاقہ ہے جہاں قوم نوح آباد تھی۔ اس لحاظ سے عہد نامہ کے بیان اور قرآن کریم کے مابین اس طوفان کے وقوع کے مقام کی تعین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

2۔ طوفان کا سبب۔ قوم کا ظلم وزیادتی:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کے مطابق طوفان نوح کا سبب قوم کا ظلم اور نافرمانی تھی۔ ہم ذیل میں قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کا اس حوالے سے ذکر کریں گے اور آئندہ بھی یہی اسلوب اپنا جائے گا۔

قرآن حکیم(i)**:**اور اس سے پہلے ہم نے نوح کی قوم (کو ہلاک کیا) کہ وہ بڑے ظالم و سرکش تھے۔[7]

(ii)اور نوحؑ نے کہا اے میرے رب بے شک انہوں نے میری نافرمانی کی۔[8]

(iii)اور اس سے پہلے قوم نوح (کو ہلاک کیا) تحقیق وہ لوگ نافرمان تھے۔[9]

(iv) انہوں نے عرض کیا اے میرے رب بلاشبہ میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔[10]

عہد نامہ قدیم: خدا نے نوح سے کہا کہ تمام بشر کا خاتمہ میرے سامنے آپہنچا ہے کیونکہ ان کے سبب سے زمین ظلم سے بھر گئی سو دیکھ میں زمین سمیت ان کو ہلاک کر دوں گا۔[11]

---

[6]۔ القصص، 4:28

Al-Qura'n, 4:28

[7]۔ النجم، 52:53

Al-Qura'n, 52:53

[8]۔ نوح، 71:21

Al-Qura'n, 21:7

[9]۔ الذاریات، 46:51

Al-Qura'n, 46:5

[10]۔ الشعراء، 117:26

Al-Qura'n,117:2

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم دونوں کے بیانات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ قوم نوح کی ہلاکت وبربادی کے اسباب میں ان کی نافرمانی اور ظلم وتعدی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جن بھی اقوام پر اپنے عذاب نازل فرمائے ہیں ان میں یہ دو اسباب ایسے ہیں بالترتیب جن میں سے ایک حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حقوق العباد سے۔ ظلم وتعدی کی بناپر انسان اپنے ہی ہم جنسوں پر زیادتی اور ناانصافی کرتا ہے۔ اقوام وملل کے عروج وزوال کا جائزہ لیں تو یہی بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ جس قوم نے انصاف اور عدل سے کام لیا اسے اللہ تعالیٰ نے بام عروج سے ہمکنار فرمایا اور جہاں ظلم وجور اور بے انصافی کا دور دورہ رہا وہاں عذاب الٰہی آکر رہا۔ قوم نوح پر عذاب بھیجنے کی یہی وجوہات قرآن وبائبل میں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب قوم نوح پر عذاب کا ارادہ فرمایا تو اولین طور پر حضرت نوحؑ کو کشتی کی تیاری کا حکم دیا۔

3۔ کشتی کی تیاری کا حکم:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں ایک مشترک بات یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کو کشتی تیار کرنے کا حکم ہے۔

قرآن حکیم: وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔[12] اور آپ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنائیے۔

عہد نامہ قدیم: توگھرپر لکڑی کی ایک کشتی اپنے لئے بنا۔[13]

اللہ رب العزت نے قوم نوح پر چونکہ پانی کا طوفان لانا تھا، اس لئے مومنین ومخلصین کو نجات دینے کے لئے کشتی بنانے کا حکم دیا، اس سے یہ درس ملتا ہے کہ کہ اسباب کو اختیار کرنا لازم ہے تاکہ اسباب ظاہری کے اعتبار سے وہ مومنین اور قانتین کو اس عذاب سے محفوظ رکھیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اسباب کے بغیر بھی نجات عطا کر سکتا ہے۔

4۔ پانی کا طوفان:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کے مطابق یہ طوفان پانی کا تھا۔

---

[11]۔ کتاب مقدس، پیدائش، 6:11-13، بائیبل سوسائٹی انارکلی، لاہور

Kitab-e-Muqaddas, pedaesh,6:11-13, Bible Society Anarkali, Lahore

[12]۔ ہود، 11:37

Al-Qura'n, 11:37

[13]۔ پیدائش، 6:14

Al-Qura'n,14:6

قرآن حکیم: اور ہم نے موسلادار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور ہم نے زمین سے چشموں کو جاری کر دیا سو دونوں پانی مل گئے۔ ایک ایسے مقصد کے لیے جو پہلے سے مقرر ہو چکا تھا۔[14]

عہد نامہ قدیم: اور دیکھ میں خود زمین پر پانی کا طوفان لانے والا ہوں۔[15]

بڑے سمندر کے سب سوئے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔[16]

پانی کے عذاب کی صورت قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم دونوں میں یہی بیان کی گئی ہے کہ آسمان سے موسلادھار بارش اور زمین سے پانی کا بہہ نکلنا تھا کہ زمین پانی سے بھر گئی۔

5۔ اہل وعیال سمیت کشتی میں سواری کا حکم:

اس کشتی میں حضرت نوحؑ کو ان اہل وعیال سمیت داخل کا حکم صادر فرمایا گیا۔

قرآن حکیم: قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۚ وَمَا اٰمَنَ مَعَه اِلَّا قَلِيْلٌ [17]

ہم نے کہا کشتی میں ہر قسم کے جوڑے نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو مگر وہ (نہیں بٹھاؤ) جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو (بھی بٹھالو)، اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

عہد نامہ قدیم: اور تو کشتی میں جانا اور تیرے ساتھ تیرے بیٹے اور تیری بیوی اور تیرے بیٹوں کی بیویاں۔[18]

اور خدا نے نوحؑ سے کہا کہ تو اپنے پورے خاندان کے ساتھ کشتی میں آ۔[19]

---

[14]۔ القمر، 11-12:54

Al-Qura'n, 54: 11-12

[15]۔ پیدائش، 17:6

Al-Qura'n, 6:17

[16]- ایضاً، 11:71

Ibid,71:11

[17]۔ ہود، 40:11

Al-Qura'n, 11:40

[18]۔ پیدائش، 18:6

Al-Qura'n, 6:18

[19]۔ ایضاً، 1:7

Ibid, 7:1

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اہل و عیال سمیت کشتی میں سوار ہو جائیں۔ لیکن قرآن کریم کے اس بیان میں توضیح کی گئی ہے کہ ان کے اہل میں سے تمام لوگوں کے لئے اس نجات کا وعدہ نہیں ہے جن میں سے کچھ افراد ایسے بھی ہیں جن پر عذاب کے حکم ہو چکا ہے، "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ " کے الفاظ اس کی تائید کرتے ہیں۔

6۔ ہر چیز کا جوڑا بھی سوار کرنیکا حکم:

حضرت نوحؑ کو کشتی میں اہل و عیال کے علاوہ ہر چیز کا جوڑا بھی سوار کرنیکا حکم دیا گیا۔

قرآن حکیم: قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔[20] ہم نے کہا اس (کشتی) میں ہر چیز کا جوڑا سوار کیجئے۔

عہد نامہ قدیم: اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لینا کہ وہ تیرے ساتھ جیتے بچیں وہ نر و مادہ ہوں اور پرندوں کی دو قسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہر قوم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تا کہ جیتے بچیں۔ [21] قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے مطابق تمام جانداروں کے جوڑے جوڑے کو بھی کشتی میں سوار کرنے کا حکم دیا گیا۔

7۔ پانی کے تھمنے کا تذکرہ:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں پانی کے تھم جانے کا تذکرہ اس طرح ہے۔

قرآن حکیم: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ۔ [22] اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور یوں پانی سکھا دیا گیا۔

عہد نامہ قدیم: اور خدا نے زمین پر ایک ہوا چلائی اور پانی رک گیا اور سمندر کے سوتے اور آسمان کے دریچے بند کئے گئے اور آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور زمین پر سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا۔[23]

---

[20]۔ ہود، 40:11

Al-Qura'n, 11:40

[21]۔ پیدائش، 6:20– 19

Pedaesh,6 :19-20

[22]۔ ہود، 44:11

Al-Qura'n, 11:44

[23]۔ پیدائش، 8:3–1

Pedaesh,8:1-3

قرآن کریم کی آیات اور عہد نامہ قدیم کی روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مقررہ مدت کے بعد پانی کو تھم جانے کا حکم دیا جس کے بعد زمین خشک ہونا شروع ہو گئی۔

8۔ کشتی کا پہاڑ پر ٹھہرنا:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں یہ چیز مشترکہ طور پر بیان کی گئی ہے کشتی پہاڑ کے اوپر ٹھہر گئی۔

قرآن حکیم: وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ۔[24] اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔

عہد نامہ قدیم: اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی اراط کے پہاڑوں پر تک گئی۔[25]

امام نفسی کے مطابق جودی پہاڑ موصل میں ہے۔[26]

سید ابوالاعلیٰ مودودی جودی اور اراراط کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔ "جودی پہاڑ کردستان کے علاقہ میں جزیرہ ابن عمر کے شمال مشرقی جانب واقع ہے۔ بائبل میں اس کشتی کے ٹھہرنے کی جگہ اراراط بتائی گئی جو آرمینا کے ایک پہاڑ کا نام بھی ہے اور ایک سلسلہ کوہستان کا نام بھی۔ سلسلہ کوہستان جس کو اراراط کہتے ہیں اور آرمینا کی سطح مرتفع سے شروع ہو کر جنوب میں کردستان تک چلتا ہے اور جبل الجودی اسی سلسلے کا ایک پہاڑ ہے جو آج بھی جودی کے نام سے مشہور ہے۔[27] مولانا مودودی کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں بیان کئے لفظ "جودی" اور عہد نامہ قدیم کے لفظ "اراراط" میں کوئی فرق نہیں ہے یہ ایک ہی سلسلہ کوہستان سے منسلک ہیں۔

9۔ کشتی والوں کی نجات:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم میں اصحاب سفینہ کی نجات کا تذکرہ بھی ہے۔

24۔ ہود، 44:11

Al-Qura'n, 11:44

25۔ پیدائش، 4:8

Pedaesh.8:4

26۔ نسفی، عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، ٢:٦١ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

Nafsi,Abdullah bin Ahmad, Madark Al-Tanzeel w Haqaeaq Al-Taveel,2:61 Maktba Rehmania, Lahore

27۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1401ھ 1981ء۔341:2

Modudi,Sayyad Abu-al-Aala, Tafheem-ul-Quran, Matbua Idara Tarjuman-al-Quran Lahore,1401hj, 1981,2 :341

قرآن حکیم: فَاَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَه فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔[28] سو ہم نے حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کو جو بھری ہوئی کشتی میں تھے، نجات دی۔

عہد نامہ قدیم: کیا رینگنے والا جاندار، کیا ہوا کا پرندہ یہ سب کے سب زمین پر سے مر مٹے فقط ایک نوح باقی بچا یا وہ جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے[29]

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے مطابق روئے زمین پر موجود تمام جاندار ہلاک ہو گئے ماسوائے ساکنان کشتی۔

10۔ اولادِ نوح۔۔۔ نسل انسانی کا ذریعہ:

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کے مطابق طوفان نوحؑ کے بعد نوحؑ کی اولاد سے نسل انسانی پھیلی۔[30]

قرآن حکیم: اور ہم نے ان کو اور ان کے اہل کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا اور ان کی اولاد کو باقی رہنے والا بنایا اور ان کو پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔[31]

عہد نامہ قدیم: نوحؑ کے بیٹے جو کشتی سے نکلے۔ سم، حام اور یافت تھے، اور حام کنعان کا باپ تھا۔ یہی تینوں نوحؑ کے بیٹے تھے اور ان ہی کی نسل ساری زمین پر پھیلی۔[32]

[28]۔ شعراء، 119:26
Al-Qura'n,26:119

[29]۔ پیدائش، 23:7
Pedaesh.7:23

[30]۔ دوسری ایک بحث جو طوفان نوح کے حوالے سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ طوفان نوح عالمگیر تھا یا اس خاص علاقے تک محدود تھا جہاں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم آباد تھی۔ اسرائیلی روایات کی بنا پر عام طور پر یہی خیال ہے کہ یہ طوفان عام روئے زمین پر آیا تھا مگر قرآن میں یہ بات نہیں کہی گئی۔ قرآن کے اشارات سے یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ بعد کی انسانی نسلیں انہی لوگوں کی اولاد سے ہیں جو طوفان نوح سے بچا لئے گئے تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ طوفان تمام روہے۔ زمین پر آیا ہو کیونکہ یہ بات اس طرح بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ اس وقت تک بنی آدم کی آبادی اسی خطہ تک محدود رہی ہو جہاں طوفان آیا تھا اور طوفان کے بعد جو نسلیں پیدا ہوئیں وہ بتدریج تمام دنیا میں پھیل گئیں۔ (تفہیم القرآن، 2:2-341)

[31]۔ الصفت، 37:18-72
Al-Qura'n,37:18-72

[32]۔ پیدائش، 9:19-18
Pedaesh,9 :18-19

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کی اولاد سے نسل انسانی کا سلسلہ دوبارہ چلا اسی لئے انہیں آدم ثانی کا لقب دیا جاتا ہے۔ درج بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ طوفان نوح سے متعلق قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے ان نکات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ ذیل میں قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے ان بیانات کو بیان کیا جاتا ہے جن کے مابین اختلاف وامتیاز پایا جاتا ہے۔

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے بیانات میں امتیازی واختلافی امور:

طوفان نوح کے حوالے سے ان امور کا تذکرہ کیا جائے جو کہ امتیازی و اختلافی ہیں یعنی بعض قرآن حکیم میں مذکور ہیں اور بعض کا عہد نامہ قدیم میں ذکر ہے۔ سب سے پہلے قرآن حکیم کے طوفان نوح کے حوالے سے امتیازی امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کے امتیازی امور:

1۔ طوفان نوح۔۔۔عبرت کا سبب :

قرآن حکیم: (i) اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کر دیا جو ہماری آیات کو جھٹلاتے سو دیکھو کہ ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔

(ii) اَغْرَقْنٰاهُمْ وَجَعَلْنٰاهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً۔[33] "ہم نے ان کو غرق کیا اور ان کو لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا"۔

عہد نامہ قدیم: عہد نامہ قدیم میں صراحت کے ساتھ طوفان نوح کو حصول عبرت ونصیحت کے واقعہ کے طور پر لینے اور اس انداز سے اس پر غور کر کے اصلاح کی دعوت نہیں دی اگرچہ اس واقع سے اشارۃ یہ بات تو ثابت ہو سکتی ہے مگر صراحۃً نہیں۔ یہ امتیاز اس وجہ سے ہے کہ قرآن کے بنیادی مقاصد میں سے تذکیر ہے اور اس طرح کے واقعات اس کے حصول میں انتہائی معاون ہیں۔ اس لئے قرآن نے اس واقعہ سے بار بار نصیحت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

2۔ طوفان نوح کا سبب۔۔۔۔شرک پرستی:

قرآن حکیم: اور انہوں نے کہا اے معبود ہر گز نہ چھوڑ اور نہ دو، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو، اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو بہکا دیا اور تو ظالموں کی صرف گمراہی زیادہ کرتا ہے سو وہ اپنے گناہوں کے سبب غرق کر دے گا۔[34]

---

[33]- الفرقان، 37:25

Al-Furqan,2:37

عہد نامہ قدیم: عہد نامہ قدیم اور قرآن حکیم نے طوفان طوح کا سبب قوم نوح کا ظلم قرار دیا ہے جس کا اتفاقی امور میں تذکرہ ہو چکا۔ مگر قرآن کی طرح عہد نامہ قدیم میں ظلم کی انتہائی صورت شرک کو صراحۃً بیان نہیں کیا۔

3۔ طوفان نوح۔۔۔ نوح علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ:

قرآن حکیم: وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا[35]

عہد نامہ قدیم: عہد نامہ قدیم میں حضرت نوحؑ کی کسی ایسی دعا کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ الفاظ ملتے ہیں "اور خدا نے نوح سے کہا کہ تمام بشر کا خاتمہ میرے سامنے آ پہنچا ہے کیونکہ ان کے سبب سے زمین ظلم سے بھر گئی سو دیکھو میں زمین سمیت ان کو ہلاک کر دوں گا۔[36]

اس بات کو علامہ اقبال یوں بیان کرتے ہیں:

دل مرد مومن میں پھر زندہ کر دے وہ بجلی کہ تھی نعرہ لاتذر میں

4۔ قوم کی نظر میں نوح علیہ السلام کھلی گمراہی میں:

قرآن حکیم: "ان کی قوم کے سردار بولے بلاشبہ ہم تجھے گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ میں جہانوں کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔[37]

عہد نامہ قدیم میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے مابین اس مکالمے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے اس اسلوب سے دعوت حق دینے والوں کے لئے حوصلہ افزائی ملتی ہے تا کہ وہ راہ حق میں الزامات سے مت گھبرائیں۔

---

[34]۔ نوح، 71:25-23

Al-Qura'n,, 71:23-25

[35]۔ ایضاً، 71:27-26

Ibid,71:26

[36]۔ پیدائش، 6:13

Pedaesh,،6:13

[37]۔ الاعراف، 7:61-60

Al-Qura'n,7 :60-61

5۔ کشتی بنانے پر قوم کا مذاق:

قرآن حکیم: وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۚ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۔[38]

اور وہ کشتی بناتے وقت اور جب ان پر ان کی قوم کے سردار گزرتے ان سے مذاق کرتے فرمایا اگر تم ہنستے ہو تو ہم تم کو مذاق کی سزا دیتے ہیں جیسے تم مذاق کرتے ہو۔

عہد نامہ قدیم میں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی جس میں اس حوالے سے ذکر موجود ہو کہ ان کی قوم نے کشتی بنانے پر انہیں استہزاء کا نشانہ بنایا ہو۔

6۔ اہل ایمان بھی کشتی پر سوار:

قرآن حکیم: احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۚ وَمَا اٰمَنَ مَعَه اِلَّا قَلِيْلٌ۔[39]

اس کشتی میں ہر قسم کے جوڑا دو عدد چڑھایئے اور اپنے گھر والے سوائے ان کے جن کے بارے فیصلہ ہو چکا اور سب ایمان والوں کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے بڑے تھوڑے تھے۔

عہد نامہ قدیم میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کے اہل وعیال اور ہر چیز کے جوڑے کا ذکر تو ہے مگر اہل ایمان کا تذکرہ نہیں۔ قرآن حکیم اسی جزئیات کا تذکرہ کرتا ہے جو کہ مفید ہوں۔ اہل ایمان کے کشتی میں سوار ہونے اور نجات پانے کا ذکر اہل ایمان کے لیے حوصلہ افزائی کا سبب ہے اس لیے اس جزئی کو باقاعدہ بیان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اصول بھی سامنے آتا ہے کہ کشتی پر سوار ہونے کے لئے نسبی رشتوں کا اعتبار نہیں تھا بلکہ ایمانی رشتے کا اعتبار ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے کشتی میں سواری:

قرآن حکیم میں ہے: وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسَاهَا ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔[40]

اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

38۔ ہود، 38:11

Al-Qura'n,11:38

39۔ ایضاً، 40:11

Ibid,11:40

40۔ ایضاً، 41:11

Ibid,11:41

جبکہ عہد نامہ قدیم میں اس حوالے سے کوئی ذکر نہیں ملتا

8۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا غیر صالح اعمال کے باعث اہل میں شمار نہیں:

قرآن حکیم: وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّه فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّه لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّه عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔[41]

اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب بلا شبہ تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کہ اس کے عمل نیک نہیں ہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرابت دین کا اعتبار ہے نہ قرابت نسب کا کیونکہ اس صورت میں تو قرابت نفسی قوی طور پر حاصل تھی لیکن قرابت دین کی نفی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہل نہ ہونے کی نفی کر دی۔[42] امام جلال الدین سیوطیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "وہ نجات پانے والوں یا تیرے دین والوں میں سے نہیں ہے۔[43]

پیر محمد کرم شاہ الازہری حضرت نوحؑ کے بیٹے کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ تیرے اہل و عیال میں ہے ہی نہیں۔ "بعد میں اس کی وجہ بتائی کہ " اِنَّه عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ "وہ بد عمل اور بد کردار تھا ایسے شخص کو نبوت کے پاک خاندان کا فرد شمار نہیں کیا جا سکتا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا سبب صرف کسی نیک اور بزرگ کی اولاد ہونا نہیں ہے بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے۔ اگر کوئی نعمت ایمان سے محروم ہے تو اس کو کسی بزرگ باپ کا بیٹا ہونا فائدہ نہیں دے گا۔[44] عہد نامہ قدیم میں ایسا تذکرہ نہیں ہے جبکہ اس بیان سے قرآن حکیم یہ اصول واضح طور پر

---

[41]۔ ایضاً، 11:45-46

Ibid,11:45-46

[42]۔ رازی، ابو بکر محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، ۱۸، ۲۔۳، مکتب العلوم الاسلامی ۱۲۱۳ھ

Razi,Abu Bakar Muhammad Bin Zakria ,Mfateeh-ul-Gheb,18: 2-3, maktab al-aloom al-islami 1213hj

[43]۔ سیوطی، جلال الدین، جلالین: ۲۲۸، تاج کمپنی، کراچی

Sayyuti, Jalal-u-Din, Jalalen,228, Taj Company, Karachi

[44]۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۳: ۳۶۵، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، تاریخ طباعت، ۱۴۰۳ھ

Al-Azhari,Pir Muhammad Karram Shah, Zia-al-Quran, 365,Zia-al-Quran Publications Lahore, Tareekh Tbat,1403hj

بیان کرنا چاہتا ہے کہ خونی رشتہ کے باوجود اگر عمل اچھے نہ ہوں تو نجات نہ ہو گی اور اس کے برعکس اگر رشتہ نہ ہو اور اہل ایمان میں سے ہو تو وہ نجات پائے گا۔

9۔ آئندہ سلامتی وبرکت مگر جزوی عذاب:

قرآن حکیم: قِيْلَ يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ

حکم ہوا اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر (یہ برکت) تجھ پر اور ان فرقوں پر ہے جو تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقوں کو ہم فائدہ دیں گے پر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔[45]

عہد نامہ قدیم میں اس حوالے سے کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ قرآن حکیم نے عملی زندگی میں انسان کے رویے کو سنوارنے کے لئے ان کا طرز عمل بیان فرمایا کہ عذاب اور برے لوگوں کی صحبت سے بچنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

عہد نامہ قدیم کے امتیازی بیانات:

اب ان امور کا ذکر کیا جائے گا جو عہد نامہ قدیم میں ہیں اور قرآن میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

1۔ خدا کا انسان کی تخلیق پر ملال: "اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں تب خداوند کو زمین پر انسان کو پیدا کرنے پر ملول ہوا اور دل میں غم کیا"۔[46] قرآن کریم میں کسی بھی واقعے کے حوالے سے ایسا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی ارادے پر پشیمانی یا ملال ہوا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جس بھی کام کو کرتا ہے وہ اپنے ازلی وابدی علم کے مطابق اس کا فیصلہ کرتا ہے۔

2۔ پرندوں کی پیدائش پر بھی اظہار ملال: "اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مار ڈالوں گا۔ انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملال ہوں مگر نوح خداوند کی نظر میں مقبول ہوا"۔[47]

---

[45] ۔ایضاً، 48:11

Ibid,11:48

[46] ۔پیدائش، 6:6-5

Pedaesh,6:5-6

[47] ۔ایضاً، 6:8-7

Ibid,6:7-8

عہد نامہ قدیم کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر موجود تمام جانداروں کی پیدائش کو بھی باعث ملال سمجھا اور ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹانا اپنے لئے بہتر جانا ماسوائے اپنے مقرب حضرت نوحؑ کے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی بھی تخلیق اور فعل پر ملال ورنج محسوس کرے۔

3۔ کشتی کی بناوٹ کے حوالے سے تفصیلات: "تر گوپر کی لکڑی کی ایک کشتی اپنے لئے بنا۔ اس کشتی میں کوٹھریاں تیار کرنا اور اس کے اندر باہر لگانا اور ایسا کرنا کہ کشتی کی لمبائی ۳۰۰ہاتھ، اس کی چوڑائی ۵۰ہاتھ، اور اس کی اونچائی ۳۰ہاتھ، اور اس کشتی میں ایک روشندان بنانا اور اوپر سے ہاتھ پھر چھوڑ کر اسے ختم کر دینا اور اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں رکھنا اور اس میں تین درجے بنانا، نچلا، دوسرا اور تیسرا"۔[48]

قرآن حکیم میں اس کی ساخت کے حوالے سے "ذات الواح و دسر" تختوں اور میخوں والی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی تفصیل بیان نہیں کی اور نہ ہی قرآن کا اسلوب ایسا ہے کہ مقصد کے حصول کے علاوہ کسی چیز کا تذکرہ کرے۔[49] قرآن کریم کا مقصد عبر و نصائح کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے لہٰذا بلاضرورت جزئیات کو بیان قرآن کریم کے اسلوب اعجاز کے منافی ہے۔

4۔ طوفان نوح اور تاریخی اعداد و شمار:

(i) کیونکہ سات دن کے بعد میں زمین پر چالیس دن اور چالیس رات پانی برساؤنگا اور ہر جاندار شے کو جسے میں نے بنایا زمین پر سے مٹاڈالوں گا۔[50]

(ii) اور نوح چھ سو برس کا تھا جب پانی کا طوفان زمین پر آیا۔[51]

48۔ ایضاً، 6:16-14

Ibid,6:1-16

49۔ القمر، 54:13

Al-Qamar, 54:13

50۔ پیدائش، 7:4

Pedaesh,4:7

51۔ ایضاً، 7:6

Ibid,7 :6

(iii) ساتھ دن کے بعد ایسا ہوا کہ طوفان کا پانی زمین پر گیا۔ نوح کی عمر کا چھ سواں سال تھا کہ اس کے دوسرے مہینے کی ٹھیک سترھویں تاریخ کو بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور چالیس دن اور رات زمین پر بارش ہوتی رہی۔[52]

(iv) اور پانی زمین پر ایک سو پچاد دن تک چڑھتا رہا۔[53]

(v) اور پانی زمین پر سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی ارارط کے پہاڑوں پر ٹک گئی اور پانی دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں اور چالیس دن کے بعد یوں ہوا کہ نوح نے کشتی کی کھڑکی جو اس نے بنائی تھی، کھولی۔[54]

(vi) اور چھ سو پہلے برس کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو یوں ہوا کہ زمین پر سے پانی سوکھ گیا اور نوح نے کشتی کی چھت کھولی اور دیکھا کہ زمین کی سطح سوکھ گئی ہے اور دوسرے مہینے کی ستائیسویں تاریخ کو زمین بالکل سوکھ گئی۔[55]

(vii) اور طوفان کے بعد نوح ساڑھے تین سو برس اور جیتا رہا اور نوح کی کل عمر ساڑھے نو سو برس کی ہوئی تب اس نے وفات پائی۔[56]

5۔پانی کی سطح کا تعین:" اور چالیس دن تک زمین پر طوفان رہا اور پانی بڑھا اور اس نے کشتی کو اوپر اٹھا دیا اور پانی زمین پر چڑھتا گیا اور بہت ہی زیادہ چڑھا اور سب اونچے پہاڑ جو دنیا میں چھپ گئے۔ پانی پندرہ ہاتھ اور اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے۔[57]

52۔ ایضاً،10-12:7

Ibid,7:10-12

53۔ ایضاً،24:7

Ibid,7:24

54۔ ایضاً،36:8

Ibid,8:36

55۔ ایضاً،13-14:8

Ibid,8:13-14

56۔ ایضاً،28-29:9

Ibid,9:28-29

57۔ ایضاً، 17-20:71

Ibid,71:20-71

عہد نامہ قدیم میں طوفان نوح کی جزئیات مختلف انداز میں بیان کی گئی ہیں، جبکہ قرآن کریم ان حوالے سے بات نہیں کرتا کیونکہ ان جزئیات سے واقعہ سننے والوں کو کوئی مواعظ وعبر حاصل نہیں ہوتی، مقصود کلام چونکہ عبرت ونصائح کا حصول ہے لہذا قرآن کریم اسی قدر کلام کرتا ہے جس سے یہ مقصد عبرت حاصل ہو جائے۔

6۔ کشتی سے اترنے کا انداز و کیفیت:

"چالیس دن کے بعد یوں ہوا کہ نوح نے کشتی کی کھڑکی جو اس نے بنائی تھی کھولی اور اس نے ایک کوے کو اڑادیا۔ سو وہ نکلا اور جب تک کہ زمین پر پانی سوکھ نہ گیا ادھر اُدھر پھرتا رہا پھر اس نے کبوتری اپنے پاس سے اڑادی تا کہ دیکھے کہ زمین پر پانی گھٹا یا نہیں۔ پھر کبوتری نے پنجہ ٹکنے کی جگہ نہ پائی اور اس کے پاس کشتی میں لوٹ آئی کیونکہ تمام روئے زمین پر پانی تھا۔ تب اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور اپنے پاس کشتی میں رکھا اور سات دن ٹھہر کر اس نے اس کبوتری کو پھر کشتی سے اڑادیا اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پس لوٹ آئی اور دیکھا تو زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی۔ تب نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین رکم ہو گیا۔ تب وہ سات دن اور ٹھہرا۔ اس کے بعد پھر اس نے کبوتری کو اڑادیا پھر وہ اس کے پاس کبھی نہ لوٹی اور چھ برس کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو یوں معلوم ہوا کہ زمین پر سے پانی سوکھ گیا اور نوح نے کشتی کی چھت کھولی اور دیکھا کہ زمین کی سطح سوکھ گئی ہے اور دوسرے مہینے کی ستائیسویں تاریخ کو زمین بالکل سوکھ گئی تب خدا نے نوح سے کہا کہ کشتی سے باہر نکل آ۔[58]

قرآن حکیم میں اس واقعے کی ان تفصیلات سے صرف نظر کیا گیا کہ جس میں مختلف اوقات میں پانی کی سطح کے بڑھنے اور کم ہونے کا ذکر ہو، ان تفصیلات سے کو بیان کرنے یا نہ کرنے سے واقعے کی عبرت آموزی اور تاثیر پر چونکہ کوئی فرق نہیں پڑتا لہذا ان غیر ضروری سے قرآن کریم میں اعراض برتا گیا ہے جو حکمت پر مبنی ہے۔ قرآن کریم میں سلامتی وبرکت کے ساتھ اترنے کا یوں حکم ہے: يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ ۔[59]

---

[58]۔ ایضاً، 8:6-16

Ibid,8:6-16

[59]۔ ہود، 11:48

Al-Qura'n,11:48

7۔ طوفان کے بعد نوح کی قربانیاں:

"تب نوح نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا اور سب پاک چوپایوں اور پاک پرندوں میں سے تھوڑے سے لیکر اس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں"۔[60]

8۔ خدا کی پشمانی کا بیان:

"اور خداوند نے ان کی راحت انگیز خوشبو لی اور خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے سبب سے پھر کبھی زمین پر لعنت نہیں بھیجوں گا کیونکہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے بھرا ہوا ہے اور نہ پھر سب جانداروں کو جیسا اب کیا ہے مارونگا۔[61]

قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی بھی فعل پر ندامت نہیں کرتا کیونکہ اس کا کوئی بھی فعل خلاف حکمت نہیں ہے نیز اللہ تعالیٰ کی ذات ہر طرح کے نقص سے مبرا ہے، اس روایت کے ماننے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص اور عیب لازم آتا ہے۔

9۔ نوح کی راستبازی کے بارے میں متضاد بیان:

(i) اور خداوند نے نوح سے کہا تو تو اپنے پورے خاندان کے ساتھ کشتی میں آ، کیونکہ میں نے تجھی کو اپنے سامنے اس زمانہ میں راست باز دیکھا ہے۔[62]

(ii) اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آ گیا اور وہ اپنے ڈیرے پر برہنہ ہو گیا۔[63]

---

[60]۔ پیدائش، 20:8
Pedaesh,8:20

[61]۔ ایضاً 21:8
Ibid,8:21

[62]۔ ایضاً، 1:7
Ibid,1:7

[63]۔ ایضاً، 9: 20-21
Ibid,9:20-21

قرآن حکیم اس تضاد سے پاک ہے اور نوحؑ کی راستبازی کو بیان کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایسی کسی بھی غیر اخلاقی حرکت کا صدور کسی بھی نبی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اور تمام انبیاء ہر طرح کی معاصی سے مبرا ہیں۔ کسی بھی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسی حرکت کرے جو اس کے منصب نبوت کے خلاف ہو۔

10۔ جانوروں اور پرندوں کی تعداد میں تضاد:

"کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور انکی مادہ اور ان ہی میں سے جو پاک نہیں ہیں دو، دو نر اور انکی مادہ اپنے ساتھ لینا اور ہوا کے پرندوں میں سے سات، سات نر اور مادہ لینا تاکہ زمین پر ان کی نسل باقی رہے [64]

اور پاک جانوروں میں سے اور ان جانوروں میں سے جو پاک نہیں اور پرندوں میں سے اور زمین پر ہر رینگنے والے جانوروں میں سے دو دو نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا خدا نے نوح کو حکم دیا تھا۔ [65]

قرآن حکیم ایسے تضاد سے پاک ہے قرآن حکیم میں دو دو جوڑے کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔ احۡمِلۡ فِیۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ ۔ [66] اور اس کے علاوہ تعداد کو کوئی ذکر نہیں۔

طوفان نوح کے حوالے سے یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ جب کسی نبی یا پیغمبر کی نافرمانی کے باعث اس قوم پر کوئی عذاب مسلط کیا جاتا ہے تو پیغمبر کو بذریعہ وحی اس بارے میں مطلع کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہت کہ وہ اہل ایمان کے ہمراہ اس بستی سے نکل جائیں، اور قوم کو مطلع کر دیں کہ اب ان پر ایک عذاب نازل ہونے والا ہے تاکہ حجت تمام ہو جائے اور اگر وہ لوگ ایمان لانا چاہیں تو ایمان لے آئیں ورنہ اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔ لہذا قوم نوح پر آنے والے اس عذاب سے ماسوائے ساکنان سفینہ کے سبھی ہلاک و برباد ہوئے۔

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے ان بیانات میں اگرچہ کچھ پہلوؤں میں مطابقت، کچھ میں عدم مطابقت موجود ہے لیکن قرآن کریم کی حقانیت اور حفاظت لاریب کے دعوٰی مصدقہ کی روشنی میں عہد نامہ قدیم کے صرف

---

[64]۔ ایضاً، 7:2-3

Ibid,7:2-3

[65]۔ ایضاً، 7: 8-10

Ibid,7:8-10

[66]۔ ہود، 11:40

Al-Qura'n,11:40s

انہی پہلوؤں کو قابل اعتبار قرار دیا جائے گا جن کی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں یہ واقعہ ایک تسلسل کے ساتھ تاریخی تناظر میں بیان نہیں ہوا بلکہ مختلف سیاق وسباق کے ساتھ اس کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم کا مقصود و مدعا صرف واقعے کا بیان نہیں بلکہ اس کا منشاء عبر و تذکیر کا حصول ہے اس لئے قرآن کریم نے اس پہلوؤں کو زیادہ اہمیت دی ہے جن سے نصائح و عبر میسر آسکے، طوفان نوح سے متعلق ان پہلوؤں کو لازماً پیش نظر رہنا چاہیے کہ شرک وعصیان، تکبر وہٹ دھرمی ایسے معائب اور گناہ کبیرہ ہیں جو دنیاوی زندگی میں بھی باعث خسارہ وسزا ہیں اور اخروی زندگی میں بھی دائمی سزا و عذاب کے موجب ہیں۔ نیز توکل علی اللہ کے ساتھ ساتھ اسباب ظاہری کو اختیار کرنا عین مشیت الہیٰ ہے۔

نتائج بحث

قرآن حکیم اور عہد نامہ قدیم کے تقابل سے قرآن حکیم کے امتیازات و خصائص کے ساتھ ساتھ کئی اور اصول وضوابط بھی واضح ہوتے ہیں۔ ان امور کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

1۔ قرآن حکیم تاریخی اعداد وشمار کی بجائے عبرت والے پہلوؤں کا انتخاب کرتا ہے۔

2۔ قرآن حکیم تضاد سے پاک ہے جیسے پرندوں کی تعداد کے بارے تضاد سے پاک ہونا۔

3۔ کشتی بنانے اور ہر چیز کا جوڑا سوار کرنے سے یہ بات واضح ہوئی کہ اس دنیا میں ظاہری اسباب کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔

4۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے ہلاک ہونے سے معلوم ہوا کہ نجات کا انحصار محض نسب پر نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار ایمانی رشتے پر ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کا انسان بلکہ پرندوں کی تخلیق پر ملول ہونا اور کی شایان شان نہیں ہے اور نہ قرآن حکیم میں ایسا کوئی تذکرہ ہے۔

6۔ حضرت نوح علیہ السلام کی راست بازی قرآن حکیم کی نگاہ میں مسلمہ ہے جب کہ عہد نامہ قدیم میں اس حوالے سے متضاد موقف ہے۔

7۔ پانی کا ہر سمت سے آنا اور تھم جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔

8۔ کسی قوم کی اجتماعی نافرمانی اس کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔

9۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی بنانے کے عمل پر مذاق کرنے والوں پر گرفت ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری طور پر انبیاء کے معمولی کام کو حقیر سمجھ کر مذاق سے گریز لازم ہے۔

10۔ عام زندگی کے آداب بھی معلوم ہوتے ہیں کسی کام کا آغاز و اختتام اللہ کے نام پر ہونا چاہیے۔

11۔ اللہ تعالیٰ سے یقین کامل کے ساتھ دعا مانگنی چاہیے۔

بقول اقبال:

دل مرد مومن میں پھر زندہ کر دے — وہ بجلی کی تھی نعرہ "لا تذر" میں

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے — نگاہ مسلماں کو تلوار کر دے

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.